مسجد نبویؐ میں، روضۂ رسولؐ کے سامنے

مرتب: پروفیسر ظفر حجازی

اہلِ دل مدینہ منورہ کو اپنی تمناؤں اور آرزوؤں کا مرجع بنائے رکھنے ہی کو ایمان کی سلامتی کی علامت خیال کرتے ہیں۔ تمام اہلِ ایمان مدینۃ الرسولؐ کی خاک میں دفن ہونے کی آرزو کی تکمیل کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا مورد سمجھتے ہیں۔ اب دنیا بھر کے مسلمان مدینۃ الرسولؐ کی زیارت کے تمنائی ہیں۔ سورۃ الاحزاب میں خود اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے: اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

اہلِ ایمان کی طرف سے حضور اکرمؐ پر درود و سلام بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ بھی حضور اکرمؐ کے حق میں دعا کریں کہ وہ آپؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز جو سعودی عرب کے مفتی اعظم تھے، لکھتے ہیں کہ ابوداؤد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، رسولؐ اللہ نے فرمایا: ''جو بھی مجھ پر سلام کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتے ہیں یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں''۔(حج اور اس کے مسائل، ص۸۲)

شیخ عبداللہ بن باز نے لکھا ہے کہ حج سے پہلے یا بعد مسجد نبویؐ کی زیارت کرنا مسنون ہے۔ بخاری اور مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ کے حوالے سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: ''میری اس مسجد میں نماز ہزار نماز سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے''۔(ایضاً، ص۸۰)

دنیا کے تمام حاجی، حج سے پہلے یا بعد مسجد نبویؐ تشریف لے جاتے ہیں، ان حجاج کرام میں سے بعض نے اپنے اپنے تاثرات بھی قلم بند کیے ہیں۔ ذیل میں تاثرات نقل کیے جاتے ہیں:

۱- سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ

● **مدینہ منورہ:** ۲۷ جولائی کو عصر کے بعد ہم لوگ مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے، اور اگلے روز تقریباً مغرب کے وقت وہاں پہنچے...... حج سے فارغ ہوتے ہی مدینہ جانے کے لیے دل میں ایک بے چینی پیدا ہو چکی تھی۔ روانہ ہونے سے مدینہ پہنچنے تک جذبات کا عجیب حال رہا، اور خصوصاً جس مقام سے گنبدِ خضرا نظر آنا شروع ہوجاتا ہے، وہاں تو جذبات کا وفور اختیار سے باہر ہوجاتا ہے...... مدینہ طیبہ کے سفر میں ۲۴ گھنٹے سے بھی زیادہ گزر گئے تھے، اور راستے میں غذا اور نیند سے بھی زیادہ تر محرومی ہی رہی تھی۔ دوسرے روز حاضری دی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کے مزارات کی زیارت کی۔

یہاں کی کیفیات نمایاں طور پر مسجد حرام کی کیفیات سے مختلف ہوتی ہیں۔ مسجد حرام میں محبت پُرعظمت و ہیبت کے احساس کا شدید غلبہ رہتا ہے۔ اس کے ساتھ آدمی پر کچھ وہ کیفیات سی طاری ہوتی ہیں، جو کسی بھیک مانگنے والے فقیر کی حالت سے ملتی جلتی ہیں۔ لیکن حرمِ نبویؐ میں پہنچ کر تمام دوسرے احساسات پر محبت کا احساس غالب آجاتا ہے، اور یہ وہ محبت ہے جس کو آں حضورؐ نے خود ہی جزوِ ایمان فرمایا ہے۔ (حج بیت اللہ اور سفرِ عرب، منشورات، لاہور، ۲۰۱۲ء)

۲- عبدالماجد دریا بادی

● **مدینہ منورہ کی حاضری:** آج کی صبح کتنی مبارک صبح ہے۔ آج کے دن زندگی کا سب سے بڑا ارمان پورا ہونے کو ہے۔ آج ذرہ آفتاب بن رہا ہے۔ آج بھاگا ہوا غلام اپنے آقا و مولا کے دربار میں حاضر ہو رہا ہے۔ آج گنہگار اُمتی کو شفیع و شفیق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانے پر سلام کی عزت حاصل ہو رہی ہے۔ ہندستان کی عورتیں ذیقعدہ کو 'خالی' کا مہینا کہتی ہیں، پر جس کے نصیب میں اس 'خالی' مہینے میں اس دولت سے مالا مال ہونا مقدر ہو چکا ہو وہ اس مہینے کو کیا کہہ کر پکارے؟ 'جمعرات' کو قافیے کی رعایت سے 'پیروں کی کرامات' کہتے ہیں...... لیکن جس جمعرات کو کسی کی قسمت میں یہ کرامت لکھی ہو، اس کا تو جی میں آتا ہے کہ پیروں اور بزرگوں کی نہیں، تباہ کاروں اور سیاہ کاروں کی کرامات نام رکھیے...... سارا قافلہ ذوق و شوق کی تصویر، اور تو اور نجدی شوفر تک چند لمحوں کے لیے بجائے 'نجدی' کے 'وجدی' بنا ہوا...... ایک سرگشتہ و دیوانہ، عقل سے

دُور، علم سے بیگانہ، نہ گریاں نہ شاداں، نہ اپنی حضوری کی خوش بختی پر خوش اور نہ تباہ کاریوں کی یاد پر مغموم، محض اس اُلجھن میں گرفتار کہ یا الٰہی! یہ خواب ہے یا بیداری! کہاں یہ ارض پاک اور کہاں یہ بے مایہ مشت خاک! کہاں مدینہ کی سرزمین اور کہاں اس ننگ خلائق کی جبیں! کہاں سیّدالانبیاؐ کا آستانہ اور کہاں اس روسیاہ کا سروشانہ۔ وہ پاک سرزمین کہ اگر اس پر قدوسیوں کو بھی چلنا نصیب ہو تو ان کے فخر وشان کا نصیبا جاگ اُٹھے اور کہاں ایک آوارہ و ناکارہ، بے تکلف اسے پامال کرنے کی جرأت کر بیٹھے...... (سفر حجاز، ص ۷۸-۸۰، مجلس نشریات اسلام، طبع ۱۹۹۷ء، کراچی)

۳- مولانا منظور نعمانی

● **مدینه طیبه کو روانگی:** مدینہ طیبہ کی حاضری کے سلسلے میں [یہ خیال رہے کہ] راستے ہی سے درود شریف کی کثرت کیجیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد دل میں تازہ کر کے حضوؐر کی محبت کی آگ بھڑکاتے چلیے، نہادھو کر کپڑے بدل لیجیے، خوشبو لگا لیجیے اور یہ خیال کر کے ان شاء اللہ اب جلدی ہی میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ شریف پہنچوں گا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کروں گا، خوب ذوق وشوق سے حضور پر صلوٰۃ وسلام پڑھیے۔

مسجد شریف میں داخل ہو کر سب سے پہلے اس حصے میں پہنچیں جس کو روضة الجنة اور 'جنت کی کیاری' کہتے ہیں۔ پہلے وہاں دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھیں۔ اس کے بعد حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہہ شریف میں آئیں یعنی حضوؐرِاقدس کے چہرۂ انور کے سامنے جا کر کھڑے ہوں اور یہ سمجھ کر سلام عرض کریں کہ حضوؐر میرا سلام سن رہے ہیں۔ حضوؐر نبوی میں پہنچ کر ایسا مختصر اور آسان سلام عرض کریں جس کو آپ خود سمجھتے ہوں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ، اے اللہ کے رسولؐ! آپؐ پر سلام۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاحَبِيْبَ اللّٰهِ ، اے اللہ کے حبیبؐ! آپؐ پر سلام۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاشَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ ، اے گناہگاروں کی شفاعت فرمانے والے! آپؐ پر سلام۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ ، اے خاتم النبیینؐ! آپؐ پر سلام۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ اَجْمَعِيْنَ ، سلام آپؐ پر اور آپؐ کی تمام

آل اور اصحاب پر۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ، سلام ہو آپ پر اے اللہ کے نبیؐ اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

اس کے بعد حضورؐ سے اپنے لیے اور اپنے والدین کے لیے دعا اور شفاعت کی درخواست کیجیے اور جن لوگوں کے آپ پر خاص احسانات ہوں یا جنھوں نے آپ سے کہہ دیا ہو اور آپ نے ان سے وعدہ کرلیا ہو ان کے لیے بھی دعا اور شفاعت کی درخواست کیجیے۔(الفرقان، لکھنؤ، جلد ۱۸، شمارہ ۹-۱۰، ص ۵۵-۵۶)

۴- ڈاکٹر میر ولی الدین

● **زیارتِ مدینہ:** ''زیارتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوکد مستحبات وافضل قربات سے ہے، اور صاحبِ قدرت کے لیے قریب واجب کے ہے''۔

خوش آنکہ بندم دررہت برناقہ محمل از وطن! خیزم چو گرد، افتم چو اشک، آیم بسر غلطم بہ تن

(کس قدر خوشی کا مقام ہے کہ میں اپنے وطن سے تیری راہ میں تیری خاطر اُونٹنی پر سامانِ سفر باندھ رہا ہوں۔ اس سفر اور اس راہ میں گرد وغبار کی طرح اُٹھتا ہوں، آنسوؤں کی طرح گرتا ہوں، سر کے بل آ رہا ہوں اور میرا پورا جسم اس راہ میں لوٹ رہا ہے)۔(اوحدیؒ)

مدینۂ رسولؐ کی راہ میں درود کے شغل سے بہتر کوئی شغل نہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا o (الاحزاب ۳۳:۵۶)

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا (مسلم)

جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے۔

اس راستے کو درود وسلام کے ورد ہی میں ختم کرنا چاہیے۔ حبِ نبویؐ کا تقاضا یہی ہے۔ جب مدینہ منورہ کی دیواروں پر نظر پڑتی ہے تو عاشق کے ذہن میں خیال آتا ہے کہ یہ وہ مقامِ مقدس ہے جہاں آپؐ نے حق تعالیٰ کے فرائض وسنن مشروع فرمائے، اعدائے دین سے جہاد کیا اور حق تعالیٰ کے دین کو ظاہر کیا۔

پھر زیارت کی نیت سے نہایت ادب وخشوع کے ساتھ روضۂ پاک کے سامنے حاضر ہوتا ہے، اس کا عقیدہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے آنے، کھڑے ہونے اور زیارت کرنے کا علم ہوتا ہے اور اس کا درود وسلام آپؐ کی خدمت مبارک میں پہنچتا ہے۔

[ایک مرتبہ درود پڑھنے کی جزا اللہ کی طرف سے دس مرتبہ درود بھیجنے کی] جزا تو صرف زبان سے درود پڑھنے کی ہے، جب وہ خود زیارت کے لیے تمام بدن سے حاضر ہوا ہے تو اس کا بدلہ کس قدر عظیم الشان ہوگا۔

اب وہ اپنے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے:

الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ السَّيِّدُ الْكَرِيْمُ وَالرَّسُوْلُ الْعَظِيْمُ وَالْحَبِيْبُ الرَّ ؤُفُ الرَّحِيْمُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ، الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَامُحَمَّدُ بْنُ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ ابْنِ ہَاشِمٍ يَاطٰهٰ يٰسِيْنُ يَابَشِيْرُ يَاسِرَاجُ يَامُبِيْنُ يَامُقَدَّمُ جَيْشِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ

’’درود وسلام ہو آپؐ پر اے نبی کریمؐ، رسولِ عظیمؐ، حبیبؐ خدا، اے رحیم ومہربان، اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں آپؐ پر، درود وسلام ہو آپؐ پر، اے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ابن ہاشم، اے طٰہٰ ویٰسین، اے بشیر، اے سراج مبین، اے نبیوںؑ اور پیغمبروںؑ کے لشکر کے سردار!‘‘(ایضاً،ص ۲۱، لکھنؤ، جلد ۱۸، شمارہ ۹-۱۰، ص ۲۱، بابت رمضان ۱۳۷۰ھ)

۵- ماہر القادری

● **بارگاہِ اقدس میں:** بارگاہِ اقدس میں قصد ہے اور کہاں حاضری کا قصد ہے؟ وہاں کا جہاں کی تمنا اور آرزو نے بزمِ تصور کو سدا آباد رکھا ہے۔ خوشی کی کوئی انتہا نہیں۔ جسم کے روئیں روئیں سے مسرت کی خوشبو سی نکل رہی ہے۔ خوشی کے ساتھ ساتھ دل پر ایک دوسرا عالم بھی طاری ہے۔ یہ چہرہ جس پر گناہوں کی سیاہی پھری ہوئی ہے کیا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مواجہ شریف میں لے جانے کے قابل ہے۔ اے آلودۂ گناہ! اے سرتا بقدم معصیت! اے مجسم گندگی! اے غفلت شعار! ان کے حضور جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد پاکی، تقدیس، عصمت اور عظمت بس اُنھی کو سزاوار ہے۔ کس منہ سے روضۂ اقدس کے سامنے **السلام علیک یارسول اللہ** کہے گا۔

اس زبان نے [یہاں آنے سے پہلے اپنے ملک میں] کیسی کیسی فحش باتیں بکی ہیں۔ ان لبوں کو کتنی بُری بُری باتوں کے لیے جنبش ہوئی ہے۔ ان آنکھوں نے کیسی کیسی قانون شکنیاں کی ہیں۔ اے نافرمان غلام! اپنے آقا کے دربار میں جانے کی جرأت کس برتے پر کر رہا ہے۔ اُن کی اطاعت سے کس کس طرح سے گریز کیا ہے۔ اُن کے حکم کو کس کس عنوان سے توڑا ہے۔ ان کے اُسوۂ حسنہ سے تیری زندگی کو کوئی دُور کی بھی نسبت نہیں رہی ہے۔

اے رُوسیاہ! تیرے بُرے اعمال حضوؐر کی روحِ مقدس کو اذیت ہی پہنچاتے رہے ہیں۔ یہ تو پاکوں اور نیکوں کی سرزمین ہے۔ یہاں تجھ جیسے گندے آدمی کا کیا کام؟ مگر شرم وندامت کے اس احساس کے ساتھ معاً یہ خیال بھی آیا کہ میرے آقا رحمۃ للعالمینؐ اور شفیع المذنبین بھی تو ہیں۔ گناہ گاروں اور سیاہ کاروں کی جاے پناہ اور ہے کہاں؟ ان سے شفاعت نہ چاہیں تو اور کس سے چاہیں؟ قیامت کے دن لواء الحمد انھی کے ہاتھ میں ہوگا۔ تمام انبیاؑ نفسی نفسی کہتے ہوں گے مگر 'اُمتی اُمتی' صرف اُنھی کی زبان دُہراتی ہوگی۔ ہزار نافرمان اور لاکھ گنہ گار سہی مگر کہلاتے تو اُنھی کے ہیں۔ یہ کوئی معمولی نسبت ہے؟

اسی عالمِ خیال وتصور میں 'باب السلام' سے داخل ہوئے اور مسجد نبویؐ میں جا پہنچے۔ یہ سروقامت ستون، یہ مصفا جھاڑ فانوس۔ یہ نظر افروز نقش ونگار۔ ایک ایک چیز آنکھوں میں کھبی جارہی ہے اور اس ظاہری چمک دمک سے بڑھ کر جمال و رحمت کی فراوانی جیسے مسجد نبویؐ کے دَرو دیوار سے رحمت کی خنک شعاعیں نکل رہی ہیں!

تجلیوں کا وہ ہجوم کہ آنکھیں جلوے سمیٹتے سمیٹتے تھکی جارہی ہیں۔ یہاں کے انوار کا کیا پوچھنا۔ یہ آفتاب جہاں تاب بیچارہ اس جلوہ گاہ کے ذرّوں کا ادنیٰ غلام ہے! دائیں بائیں، اُوپر نیچے، اِدھر اُدھر روشنی ہی روشنی اور نور ہی نور مگر لطف یہ کہ آنکھیں خیرہ نہیں ہوتیں۔ یہ آنکھوں کا نہیں خود یہاں کی تجلیوں کا کمال ہے۔ صوفیا کا قول ہے کہ ''تجلّی میں تکرار نہیں''۔ مگر اس مسئلے پر غور کرنے کی یہاں فرصت کسے ہے!

جب ہم مسجد نبویؐ میں حاضر ہوئے ہیں تو ظہر کی نماز تیار تھی۔ سنتوں کے بعد جماعت سے نماز ادا کی۔ کہاں مسجد نبویؐ اور سجدہ گاہ مصطفویؐ میں! پیشانی کی اس سے بڑھ کر معراج اور کیا ہوگی؟

نماز کے بعد اب روضۂ اقدس کی طرف چلے۔ حاضری کی بے اندازہ مسرت کے ساتھ اپنی تہی دامنی اور بے مایگی کا احساس بھی ہے۔ یہی سبب ہے کہ درود کے لیے آواز بلند ہوتے ہوتے بھنچ بھی جاتی ہے۔ قدم کبھی تیز اُٹھتے ہیں اور کبھی آہستہ ہو جاتے ہیں۔ مواجہ شریف حاضر ہونے سے پہلے قمیص کے گریبان کے بٹن ٹھیک کیے، ٹوپی کو سنبھالا اور پھر ۔

وہ سامنے ہیں، نظامِ حواس برہم ہے　　　نہ آرزو میں سکت ہے نہ عشق میں دم ہے

زائرین بلند آواز سے درود وسلام عرض کر رہے ہیں اور کتنے تو جالی مبارک کے بالکل قریب جا پہنچے ہیں مگر اس کمینہ غلام کے شوق بے پناہ کی یہ مجال کہاں؟ چند گز دور ہی ستون کے قریب کھڑا ہو گیا۔ ہاتھ باندھے ہوئے مگر نماز کی ہیئت سے مختلف! آہستہ آہستہ صلوٰۃ وسلام عرض کر رہا ہوں کہ حضورؐ کی محفل کے آداب کا یہی تقاضا ہے، اور یہ آداب خود قرآن نے سکھائے ہیں۔

الصلوٰة والسلام عليك يارسول الله ، الصلوٰة والسلام عليك ياحبيب الله ، الصلوٰة والسلام عليك ياخير خلق الله ، الصلوٰة والسلام عليك يارحمة للعالمين

زبان سے یہ لفظ نکلے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ــــ!

صلوٰۃ وسلام عرض کر رہا ہوں۔ مگر آواز گلوگیر ہوتی جا رہی ہے اور الحمدللہ کہ آنکھیں برس رہی ہیں۔ ندامت، مسرت اور عقیدت کے ملے جلے آنسو! نگاہیں روضۂ مبارک کی جالیوں کو چوم رہی ہیں اور دل آنکھوں کو مبارک باد دے رہا ہے زبانِ حال سے! آنکھوں کی اس سے بڑی خوش قسمتی اور کیا ہو سکتی ہے! (کاروانِ حجاز، ص۱۵۹-۱۶۳، ماہنامہ فاران، کراچی ۱۹۶۵ء)

۶- ڈاکٹر فرید احمد پراچہ

●سفرِ شوق: روضۂ رسولؐ کے سامنے مشتاقانِ زیارت کا ہجوم ہے۔ ہم بھی ہجوم کا ہی حصہ بن گئے۔ آہستہ آہستہ آگے بڑھتے گئے حتیٰ کہ روضۂ رسولؐ کے عین سامنے اس جالی پر پہنچ گئے جہاں سے ہدیہ درود وسلام پیش کیا جاتا ہے۔ الصلوٰة والسلام عليك يارسول الله ۔ ہماری زبانوں پر درود وسلام ہے۔ عجیب سماں ہے، ہر طرف محبت کا زم زم بہہ رہا ہے۔ مشتاقانِ دید صلوٰۃ درود پڑھ رہے ہیں۔ ہم نہیں سن سکتے لیکن ان آوازوں میں فرشتوں کی آوازیں بھی شامل ہیں۔

یہ احساس ختم ہو چکا ہے کہ میں روضۂ رسولؐ پر آیا ہوں۔ صرف یہی احساس باقی ہے کہ میں دربارِ رسالتؐ میں کھڑا ہوں۔ اتنے بڑے دربار میں کہ جہاں سانس کی بے صبری بھی بے ادبی ہے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی تو فرمایا تھا کہ جس شخص نے میری وفات کے بعد میرے روضے کی زیارت کی تو وہ سعادت میں اسی شخص کی طرح ہے جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

درود و سلام پڑھتے ہوئے میری آواز کانپ رہی ہے۔ مجھے یہ احساس شرمندہ کر رہا ہے کہ آقا میری آواز سن رہے ہیں۔ میری حاضری سے باخبر ہیں۔ میرے سلام و کلام کو سماعت فرما رہے ہیں۔ میں آواز پست کر دیتا ہوں کہیں حدِ ادب سے گزر نہ جاؤں۔ جس ذات بابرکت کے حضور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو بھی یہ حکمِ خداوندی ملا: لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (الحجرات ۴۹:۲)، وہاں میں کس طرح بلند بول سکتا ہوں۔ سلام پڑھتے پڑھتے ایک عجیب سرور محسوس ہونے لگتا ہے۔ خوش گوار کیف طاری ہو جاتا ہے۔ سکون کی عجیب لذت نصیب ہوتی ہے۔ واقعی یہ ادب گہہ محبت ہے۔ ہماری گستاخیوں، بداعمالیوں، ظاہری محبت اور کھوکھلے دعوؤں کے باوجود حضور رسالت مآبؐ کا دستِ شفقت ہم پر ہے، وگرنہ ہم تو اپنے اعمال سے غضبِ خداوندی کو دعوت دینے والے ہیں۔ ہم تو حجتِ خداوندی کی آخری حدوں کو چھو چکے ہیں۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے عین سامنے کھڑے ہو کر اس شفقت و محبت کے لطیف جھونکے کو محسوس کر رہا ہوں جو آپؐ کو اپنی اُمت سے ہے۔ یہ شفقت نہ ہوتی تو ہم تو جیتے جی مر گئے ہوتے۔ ہم تباہ و برباد ہو گئے تھے۔ میرے لب پر ملت اسلامیہ کے لیے دعائیں ہیں۔ میرے حضورؐ ذرا توجہ فرمائیے کہ آپؐ کی اُمت دُکھوں کا شکار ہے۔ خدا سے سفارش کیجیے کہ وہ اس اُمت کے دن پھیر دے۔ اس کو قعرِ مذلت سے نکال کر بامِ عروج پر پہنچا دے۔ دنیا و آخرت میں سرخرو فرمائے، اپنے دین کو دنیا میں غلبہ عطا فرمائے۔

دربارِ رسالتؐ کی حاضری کی سب سے اہم دُعا رسالت مآبؐ سے روزِ محشر شفاعت کی درخواست ہے۔ قبلہ رُو ہو کر ہمارے بھی ہاتھ دُعا کے لیے اُٹھے ہوئے ہیں۔ اے بارِالٰہا! ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمانا کہ پُل صراط پر ڈگمگاتے ہوئے قدموں کو آپؐ کی شفاعت کا سہارا ہی ہوگا۔ (سفرِ شوق، ص ۷۶-۷۸، سنگ میل، لاہور، ۲۰۱۲ء)